ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۴ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

ہدیہ چار آنے

دولتِ جاوید

(جناب ماسٹر لال دین صاحب اخگر)

یہ قرآں دولتِ جاوید ہے، شمعِ ہدایت ہے
یہ وہ دستور ہے جس میں زمانوں کی امامت ہے

یہی وہ مہرِ تاباں تھا، جو چمکا تھا سرِ فاراں
عرب سے پوچھئے! غارت گرِ سامانِ ظلمت ہے

درِ احمدؐ پہ لایا تھا، یہی صدّیقؓ و عثمانؓ کو
یہی فاروقؓ و حیدرؓ کے لئے وجہِ سعادت ہے

اسی سے خالدؓ و طلحہؓ کے سینوں میں شجاعت تھی
اسی سے بُوذرؓ و سلمانؓ کی دُنیا میں برکت ہے

وہی جو بچیوں کو خود زمیں میں گاڑ دیتے تھے
چمک اُٹھا اُنہی کی آنکھ میں نورِ محبّت ہے

اسی قرآن نے قزّاقوں کو دستِ پاسباں بخشا
یہی خونخوار نسلوں کے لئے درسِ اخوّت ہے

رسولِ ہاشمیؐ کا معجزہ جاودانی ہے
خدا کے ہاتھ میں اس کی حفاظت ہے صیانت ہے

یہی درویشی و شاہی کی دولت لے کے آیا ہے
اسی کی پیروی میں ہم کو حاصل جامعیت ہے

شتربانوں کو ہمدوشِ ثریّا کر دیا اس نے
یہ دُنیا میں بھی جنّت ہے یہ عقبےٰ میں بھی جنّت ہے

مُحدّث ہیں مفسّر ہیں فقیہہ ہیں اور محقّق ہیں
اسی کے نورِ عرفاں سے جہاں میں علم و حکمت ہے

اسی قرآن کے نغموں سے جہاں میں انقلاب آیا
خُدا کا آخری پیغام ہے رُشد و ہدایت ہے

خرد کی ہر نئی تعمیر میں تخریب ہے پیدا
مگر قرآں کے ہر مفہوم میں ابدی حقیقت ہے

تری پستی کو اے مُسلم یہی رفعت سے بدلیگا
تدبّر کر، تفکّر کر یہ پیغامِ حکومت ہے

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء | شمارہ ۴۳

آئین کمیشن کی تشکیل

پاکستان کا پہلا صدر منتخب ہونے اور اپنے عہدہ کا حلف اٹھانے کے بعد ہمارے صدر محترم نے سب سے پہلے آئین کمیشن کے قیام کا اعلان کرکے قوم کی ایک دیرینہ تمنا کو پورا کیا ہے۔ آئین کے بغیر کسی ملک کی حیثیت جسدِ بے روح کی سی ہوتی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد تقریباً نو سال تک ہمارے رہنماؤں نے آئین سازی کو کوئی اہمیت ہی نہ دی۔ اس کے بعد مارچ سنہ ۱۹۵۶ء میں آئین تیار کرکے نافذ کر دیا گیا۔ تقریباً اڑھائی سال تک یہ آئین نافذ رہا۔ مگر ارباب اختیار چونکہ اس پر عملدرآمد نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس لیئے کاغذ کے پرزے سے زیادہ اسکی وقعت نہیں تھی۔ بالآخر اس کو منسوخ کرکے ہی دم لیا گیا۔ پاکستان میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد آئین کمیشن کے قیام کے متعلق صدر محترم اور ان کے رفقائے کار نے کئی وعدے کیئے مگر ان میں سے کوئی بھی پورا نہ ہو سکا۔ الحمد للہ بالآخر آئین کمیشن کے قیام کا اعلان کر دیا گیا آئین کمیشن گیارہ ارکان پر مشتمل ہے۔ اس کے صدر پاکستان کی سپریم کورٹ کے ایک فاضل جج ہیں۔ اس سے پہلے وہ مشرقی پاکستان کی ہائیکورٹ کے چیف جسٹس تھے۔ سپریم کورٹ کے موجودہ چیف جسٹس کے ریٹائر ہونے پر ماہ مئی میں وہ چند روز کے لیئے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس رہ کر خود بھی ریٹائر ہو جائیں گے۔ باقی دس ارکان میں سے ایک سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج ہیں۔ ان دو کے علاوہ باقی نو ارکان قانون اور آئین کے سلسلہ میں غیر معروف ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام تو اخبار بین طبقہ پہلی بار سن رہا ہے۔ پاکستان کے دونوں صوبوں کو مساوی نمائندگی دی گئی ہے۔ دس ارکان میں سے پانچ مغربی پاکستان اور پانچ مشرقی پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں ایک اقلیتوں کا نمائندہ ہے۔ دو وکیل ہیں۔ ایک ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ہیں۔ ان کے علاوہ تاجروں زمینداروں اور صنعت کاروں کے نمائندے بھی کمیشن میں لئے گئے ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس حاملین دین کو آئین کمیشن میں شامل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ بظاہر اس کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ پاکستان کا نیا آئین کتاب و سنت پر مبنی نہ ہوگا۔ ہماری رائے میں پاکستان میں کتاب و سنت کو نظر انداز کرکے آئین تیار کرنا پاکستان کے نظریہ سے روگردانی ہے۔ جس کے لیئے آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہ کریں گی۔

چونکہ آئین کمیشن کے متعلق عوام میں مایوسی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اس لیئے ضروری ہے کہ اس میں چند اور ایسے اصحاب کو بھی شامل کر لیا جائے جو آئین اور کتاب و سنت کے ماہر ہوں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ ہماری نئی حکومت نے اب تک جتنے کمیشن مقرر کیئے ہیں۔ ان سب میں آئینی کمیشن کے ارکان کے انتخاب میں ہی تغافل برتا گیا ہے۔ حالانکہ آئین کا معاملہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ آئین پر ہی ہمارے ملک کی ترقی کا دار و مدار ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ صدر محترم عوام کے ردِّ عمل سے متاثر ہو کر آئین کمیشن میں آئین اور کتاب و سنت کے ماہرین کو شامل کرکے عوام کی مایوسی کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

صدر اور کابینہ کا حلف

۱۷ فروری سنہ ۱۹۶۰ء کو راولپنڈی کے ایوان صدر میں پہلے صدر اور اس کے بعد ان کی کابینہ نے حلف اٹھایا حلف اٹھانے کی تقریب کا آغاز سورہ الفاتحہ کی تلاوت سے ہوا اور اس کے بعد قرآن مجید کی چند اور آیات پڑھی گئیں جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانتداروں کو پہنچا دو۔ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو بیشک اللہ تمہیں نہایت اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اے ایمان والو اللہ کی فرمانبرداری کرو۔ اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں پھر اگر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہی بات اچھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے

سورۃ النساء آیت ۵۸/۵۹

ہمیں خوشی ہے کہ اس تقریب کا آغاز قرآن مجید کی آیات کی تلاوت سے کیا گیا۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر افسوس بھی ہوا کہ صدر اور ان کی کابینہ نے جو حلف اٹھایا۔ اس میں نہ اللہ تعالےٰ اور نہ رسول اللہؐ سے وفاداری کا ذکر آیا۔ اس کے تو یہ معنی ہوئے۔ کہ قرآن مجید کی جو آیات تلاوت کی گئیں ان کو نہ صدر اور نہ انکی کابینہ نے سمجھا۔ اگر قاری نے ان کا ترجمہ کرکے سنایا تو اسکے بعد سمجھ کر انکی خلاف ورزی کرنا اور زیادہ افسوسناک ہے

باقی بر صفحہ ۱۴

خطبۂ یوم الجمعۃ مورخہ ۲۸ر شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۶ر فروری ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے وعدے کس کس قسم کے کس کس کے ساتھ

مومنین کے ساتھ وعدے

۱؎

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (سورۃ المائدہ ع ۲ پ ۶)

ترجمہ۔ اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں۔ بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے

ایمان اور اسلام کی معنی جو حدیث شریف میں آئی ہے

عَنۡ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ قَالَ بَیۡنَمَا نَحۡنُ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوۡمٍ اِذۡ طَلَعَ عَلَیۡنَا رَجُلٌ شَدِیۡدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیۡدُ سَوَادِ الشَّعۡرِ لَا یُرٰی عَلَیۡہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعۡرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَاَسۡنَدَ رُکۡبَتَیۡہِ وَوَضَعَ کَفَّیۡہِ عَلٰی فَخِذَیۡہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡاِسۡلَامِ قَالَ الۡاِسۡلَامُ اَنۡ تَشۡہَدَ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَتُقِیۡمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤۡتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوۡمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الۡبَیۡتَ اِنِ اسۡتَطَعۡتَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا قَالَ صَدَقۡتَ فَعَجِبۡنَا لَہٗ یَسۡاَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡاِیۡمَانِ قَالَ اَنۡ تُؤۡمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَتُؤۡمِنَ بِالۡقَدۡرِ خَیۡرِہٖ وَشَرِّہٖ قَالَ صَدَقۡتَ الخ۔

ترجمہ۔ عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرمایا۔ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے ناگہاں ظاہر ہوا ہم پر ایک آدمی جو نہایت سفید کپڑوں والا تھا۔ نہایت سیاہ بالوں والا اس پر کوئی سفر کا اثر نظر نہیں آتا تھا۔ اور نہ اس کو ہم میں سے کوئی پہچانتا تھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ پھر اپنے دونوں گھٹنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کے ساتھ ملا دیا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھ دیا اور کہا اے محمدؐ مجھے اسلام کے متعلق خبر دے۔ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی اس بات کی دے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز پڑھے اور تو زکوٰۃ دے اور تو رمضان کے روزے رکھے اور تو حج بیت اللہ کا کرے۔ اگر وہاں جانے کی توفیق ہو۔ کہا تو نے سچ کہا ہے۔ پھر ہم نے تعجب کیا۔ آپؐ سے پوچھتا ہے (اور پھر کہتا ہے) کہ آپؐ نے سچ فرمایا ہے۔ کہا۔ مجھے خبر دیجئے ایمان کس چیز کا نام ہے آپؐ نے فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پہ اور قیامت کے دن پر اور تو ایمان لائے اللہ تعالےٰ کی تقدیر پہ اچھی اور بُری تقدیر سب اُسی کی طرف سے ہے۔ اس شخص نے فرمایا۔ آپؐ نے سچ فرمایا۔

۲؎

وَعَدَ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ۝ (سورۃ التوبہ ع ۹ پ ۱۰) ترجمہ اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور رضاء اللہ کی ان سب سے بڑی ہے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

۳؎

وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ اِحۡسٰنًا ؕ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ کُرۡہًا وَّوَضَعَتۡہُ کُرۡہًا ؕ وَحَمۡلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوۡنَ شَہۡرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ۙ قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰىہُ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚؕ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ نَتَقَبَّلُ عَنۡہُمۡ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَنَتَجَاوَزُ عَنۡ سَیِّاٰتِہِمۡ فِیۡۤ اَصۡحٰبِ الۡجَنَّۃِ ؕ وَعۡدَ الصِّدۡقِ الَّذِیۡ کَانُوۡا یُوۡعَدُوۡنَ ۝ (سورۃ الاحقاف ع ۲۔ پ ۲۶)

ترجمہ۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی کہ اسے اسکی ماں نے تکلیف سے اُٹھائے رکھا۔ اور اسے تکلیف سے جنا اور اس کا حمل اور دُودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔ یہاں تک کہ جب وُہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو اس نے کہا اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر انعام کی اور میرے والدین پر اور میں نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں اصلاح کر۔ بیشک میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور بیشک میں فرمانبرداروں میں ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن سے ہم وہ نیک عمل قبول کرتے ہیں جو انہوں نے کیئے اور بہشتیوں میں شامل کرکے ان کے گناہوں سے درگذر کرتے ہیں۔ یہ اس وعدے کے مطابق ہے جو ان سے کیا گیا تھا۔

۴؎ وَالشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَ

يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۳۷ - پ ۳)
ترجمہ۔ شیطان تمہیں تنگدستی کا وعدہ دیتا ہے اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے اور اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ بہت کشائش کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

کفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے

ع۱

(وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝) سورۃ ہود ع ۲ - پ ۱۲ - ترجمہ۔ اور جو کوئی سب فرقوں میں سے اس کا منکر ہو تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ سو تو قرآن کی طرف سے شبہ میں نہ رہ۔ بے شک یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ منکرین قرآن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

ع۲

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ سورۃ الاحقاف ع ۴ پ ۲۶ - اور جس دن کافر آگ کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ امر واقعی نہیں ہے کہیں گے۔ ہمیں اپنے رب کی قسم ضرور امر واقعی ہے۔ ارشاد ہوگا تو اپنے کفر کے بدلہ میں اس کا عذاب چکھو۔ پھر صبر کر جیسا کہ عالی ہمت رسولوں نے کیا ہے اور ان کے لئے جلدی نہ کر گویا کہ وہ جس دن (عذاب دیکھیں گے۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (تو انہیں ایسا معلوم ہوگا) کہ ایک دن میں سے ایک گھڑی بھر رہے تھے۔ آپ کا کام پہنچا دینا تھا۔ سو کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا۔

ع۳

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (سورۃ الحجر ع ۲ - پ ۱۴) ترجمہ۔ کہا اے میرے رب تو پھر مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے۔ فرمایا بے شک تجھے مہلت ہے۔ وقت معلوم کے دن تک کہا اے میرے رب جیسا تو نے گمراہ کیا ہے۔ البتہ ضرور ضرور میں انہیں ان کے گناہوں کو مرغوب کرکے دکھاؤنگا اور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے اُن بندوں کے جو ان میں مخلص ہونگے فرمایا یہ راستہ مجھ تک سیدھا ہے بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلیگا مگر جو گمراہوں میں سے تیرا تابعدار ہوگا۔ اور بے شک ان سب کا وعدہ دوزخ پر ہے

ع۴

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓي اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۴ - پ ۲۳)
ترجمہ۔ اے مجرمو آج الگ ہو جاؤ۔ اے آدم کی اولاد۔ کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کر دی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہ سیدھا راستہ ہے اور البتہ اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا۔ کیا پس تم نہیں سمجھتے تھے۔ یہی دوزخ ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مُہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں شہادت دینگے اسپر جو وہ کیا کرتے تھے۔

ع۵

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (سورہ ابراہیم ع ۴ - پ ۱۳) ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا۔ کہ میں نے تمہیں بلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ع۶

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ سورۃ الحج ع ۹ پ ۱۷ - ترجمہ اور جب انہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جائیں۔ تو تم منکروں کے چہروں پر ناراضگی دیکھو گے قریب ہوتے ہیں کہ جو لوگ ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ ان پر حملہ کر دیں۔

کہدو۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر بات بتاؤں۔ آگ ہے کہ جس کا اللہ نے منکروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔

ع۷

(فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِّثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝) سورۃ الذاریات ع۳ پ۲۷

ترجمہ۔ پس بے شک ان کے لئے جو ظالم ہیں۔ حصہ ہے۔ جیسا کہ ان کے ساتھیوں کا حصہ تھا۔ تو وہ مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کریں۔ پس ہلاکت ہے ان کیلئے جو کافر ہیں۔ اس دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

منافقوں سے وعدہ الٰہی

ع۱

وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُم بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُم بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝) سورہ توبہ ع۹۔ پ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ تم میں طاقت سے زیادہ تھے اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے پھر وہ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اُٹھایا جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم بھی انہیں کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور وُہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

ع۲

وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَلَمَّا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ ۝ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝) سورۃ التوبہ ع۱۰ پ۱۰ – ترجمہ۔ اور بعضے ان میں سے وہ ہیں۔ جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے دے تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے۔ اور نیکوں میں سے ہو جائیں۔ پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ موڑ کر پھر بیٹھے تو نتیجہ یہ ہوا کہ اس دن تک کہ اللہ سے ملیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا۔ اس لئے کہ جو انہوں نے اللہ سے وعدہ کیا تھا اسے پُورا نہ کیا اور اس لئے کہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کا بھید اور ان کا مشورہ جانتا ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے

ع۳

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِن فَضْلِهِ ۚ فَإِن يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۖ وَإِن يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝) سورۃ التوبہ ع۱۰ پ۱۰– ترجمہ۔ اے نبی کافروں اور منافقوں سے لڑائی کر اور ان پر سختی کر اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا اور بیشک اُنہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور مسلمان ہونیکے بعد کافر ہو گئے اور انہوں نے قصد کیا ایسی چیز کا جو نہیں پا سکے اور یہ سب کچھ اس کا بدلہ تھا۔ کہ انہیں اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دولتمند کر دیا ہے۔ سو اگر وہ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور روئے زمین پر کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ملیگا

آخری عرضداشت

اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو وہ ایمان عطا فرمائے جو اس کے ہاں مقبول ہو۔ اور اس معنی میں مسلمان بنائے کہ ہمارا اسلام اسکی بارگاہ میں مقبول ہو اور اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نفاق سے بچائے اور سچا اور کھرا مسلمان بنائے جو اس کے ہاں اسلام کی معنی ہے اور ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

اللہ تعالیٰ کی طرف سے فساق کی تباہی کا اعلان

ع۱

(وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝ وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع۲ پ۱۵

ترجمہ۔ اور ہم سزا نہیں دیتے۔ جبتک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے اور جب ہم بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب ان پر حجت پوری ہو جاتی ہے (اور) ہم اسے برباد کر دیتے ہیں۔

ع۲

قُلْ أَنفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمْ ۖ إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ۝ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ۝ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۝) سورۃ التوبہ ع۷ پ۱۰

ترجمہ۔ کہدو۔ تم خوشی سے خرچ کرو۔ یا ناخوشی سے۔ تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ بے شک تم نافرمان لوگ ہو اور ان کے خرچ کے قبول ہونے

سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے کفر کیا ہے اور نماز میں سست ہو کر آتے ہیں اور ناخوش ہو کر خرچ کرتے ہیں۔ سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے اور کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکلیں۔ اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ بے شک تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں لیکن وہ ڈرتے ہیں۔ اگر وہ پناہ کی جگہ یا غار یا گھسنے کی جگہ پائیں تو دوڑتے ہوئے ادھر جائیں۔

مجلس ذکر

ہمیں افسوس ہے کہ بعض ناگزیر حالات کی بنا پر ہم یہ عنوان ایک ہفتہ پیشتر ہی حذف کر رہے ہیں۔ اگرچہ معمول کے مطابق جمعرات مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۶۰ء کو مجلس ذکر منعقد ہوئی لیکن اس میں حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی تقریر نہ فرما سکے۔

رمضان المبارک میں نماز تراویح کی وجہ سے مجلس ذکر منعقد نہیں ہوگی۔ رمضان شریف کے بعد انشاء اللہ مجلس ذکر ۳۱ مارچ ۱۹۶۰ء کو منعقد ہوگی۔ اس میں حضرت قبلہ جو تقریر فرمائیں گے وہ ۸ اپریل ۱۹۶۰ء کے شمارہ میں شائع ہوگی۔ واللہ المستعان۔

تصحیح

ہفت روزہ خدام الدین شمارہ ۲۶ فروری ۱۹۶۰ء میں مندرجہ ذیل اغلاط درست کر لیں۔

(۱) صفحہ ۲ پر چوتھے شعر میں "نوید آیا" کی بجائے "نوید آئی" کر لیں۔

(۲) صفحہ ۱۰ پر ۱۴ اور ۱۵ مارچ کے سامنے اختتام سحری کے نیچے ۴-۵۴ اور ۴-۵۳ کر لیں

(۳) صفحہ ۱۱ پر روزہ رکھنے کی دعا کی یوں تصحیح کر لیں۔

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد میں شور نہ کرو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلَاثًا وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے قریب وہ لوگ رہیں جو بالغ اور عقلمند ہیں پھر عقل و بلوغ میں ان کے قریب اور پھر ان کے قریب اور بچاؤ تم اپنے آپ کو مسجد میں اس طرح شور کرنے سے جیسا کہ بازار میں ہوتا ہے۔

صف بندی کا طریقہ

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ تَقَدَّمُوْا وَائْتَمُّوْا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُوْنَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپؐ کے اصحاب پیچھے ہٹ کر نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اور اگلی صف میں نہیں آتے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا۔ آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو اور تمہاری اقتداء وہ کریں جو تمہارے بعد آئیں۔ ایک قوم ہمیشہ پیچھے رہنے کی کوشش میں رہیگی یہاں تک اللہ ان کو پیچھے ڈال دے گا۔ یعنی اپنی رحمت سے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَآنَا حِلَقًا فَقَالَ مَالِي أَرَاكُمْ عِزِيْنَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْأُوْلٰى وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم کو حلقہ بنائے بیٹھے دیکھا اور فرمایا تم کو کیا ہوا کہ میں تم کو علیحدہ علیحدہ جماعتوں میں دیکھتا ہوں۔ اس واقعہ کے بعد آپؐ پھر ایک روز تشریف لائے اور فرمایا تم نماز میں ایسی صفیں کیوں نہیں بناتے جیسی کہ فرشتے اپنے پروردگار کے حضور میں بناتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرشتے اپنے رب کے حضور میں کس طرح صفیں قائم کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ پہلے صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صفوں میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْأَعْنَاقِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ انسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا ہوا رکھو صفوں کو اور قریب قریب رکھو اور برابر رکھو گردنوں کو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں صفوں کے شگافوں میں شیطان کو داخل ہوتے دیکھتا ہوں۔ گویا کہ وہ (شیطان) کالی بکری کا بچہ ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ انسؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا کرو پہلی صف کو پھر اس کے قریب والی کو اور اگر کچھ خرابی ہو تو آخری صف میں ہونا چاہیئے۔

باقی صفحہ ۱ پر

جناب مولانا عبدالوہاب صاحب ملتان

حقوق والدین

والدین کی فرمانبرداری انسان کی فطرت کا تقاضہ ہے۔ لیکن آج معاملہ برعکس دیکھنے میں آتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس کی دو بڑی وجہ ہیں :۔ اوّل دینی اور اخلاقی تعلیم کی کمی۔ دوسرے بُری صُحبت۔ ہر ماں باپ کو اس مثبت اور منفی پہلو کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے اور اپنی اولاد کو بُری صُحبت سے بچانا اور جہاں تک ہو سکے دینی تعلیم ضرور دلانا چاہیئے۔ اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری تفصیل پیش کی ہے۔ اور ادائیگی حقوق کی سخت تاکید کی ہے۔ خالق اکبر کے احسانات کے بعد انسان پر سب سے زیادہ احسانات اس کے والدین کے ہیں، اسی لئے اسلام نے احکامِ الٰہی کی تابعداری کے بعد والدین کی فرمانبرداری پر بہت زور دیا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کے جو احکامات صادر فرمائے ہیں۔ ان کا ایک خاکہ ملاحظہ فرمائیے

قرآن پاک میں والدین کے بارے میں خداوند تعالےٰ نے جو حکم فرمائے ہیں وہ یہ ہیں :۔

(۱) والدین کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرنا ضروری ہے۔

(۲) ان میں سے دونو یا ایک جو بھی زندہ ہو عمر رسیدہ ہو، نرمی اور ادب کے ساتھ بات کرنا ضروری ہے۔

(۳) ان کو جھڑکنا تو درکنار اُف تک کہنے کی اجازت نہیں۔

(۴) ان کے ساتھ تواضعانہ اور مشفقانہ طور طریقہ سے رہنا ہوگا۔

(۵) ان کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہنا ہوگا۔

مطالعہ کے لئے پارہ ۱۵ رکوع ۳ میں غور کیجئے۔

(۲) اسی طرح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے والدین پر شفقت اور مہربانی کی نظر ڈالے گا۔ اس کے لئے ایک مقبول حج لکھا جائے گا (کنز العمال ص ۲۸۱ ج ۸)

(۳) ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسا نیک عمل ہے جو باری تعالےٰ کو سب سے زیادہ پسند ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ نماز اپنے اصل وقت پر ادا کرنا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔ اس پر اس نے دوبارہ سوال کیا کہ پھر اس کے بعد کس عمل کا درجہ ہے اس پر آپ نے فرمایا پھر والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا درجہ ہے۔ اس پر اس نے تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا کہ اس کے بعد کس عمل کا درجہ ہے تو آپ نے فرمایا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا درجہ ہے ۔ بخاری ومسلم)

(بحوالہ ترغیب ترہیب للمنذری ص ۱۲۳ ج ۱

(۴) اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آکر عرض کرتا ہے۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں تاکہ خداوند تعالےٰ سے ثواب (عظیم) حاصل کر سکوں۔ اس پر آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والد اور والدہ دونوں ہی زندہ ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کیا واقعی تو اللہ تعالےٰ سے اجر اور ثواب ہی چاہتا ہے۔ اس پر اس نے عرض کیا جی ہاں۔ صرف میرا مقصد یہی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا اگر یہی مقصد ہے تو پھر اپنے والدین کے پاس واپس جا اور ان کی بہتر طریقہ سے خدمت کر

مسلم شریف بحوالہ ترغیب ص ۱۲۳ ج ۱

(۵) اسی طرح ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جی چاہتا ہے۔ کہ میں جہاد کروں لیکن مجھے اس پر قدرت نہیں اس پر آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے۔ اس پر اس نے عرض کیا۔ جی حضور میری والدہ زندہ ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ جا اسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کر۔ جب تو اس میں پُورا اُتر جائے گا۔ تو حج کرنے والا بھی ہوگا۔ اور عمرہ کرنے والا بھی اور جہاد کرنے والا بھی (ترغیب ص ۱۲۴ ج ۲)

(۶) اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے مشورہ لیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں کیا میرے لئے جانا مناسب ہے۔ اس پر آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تیری والدہ زندہ ہے اس پر اس نے عرض کیا۔ جی ہاں زندہ ہے اس پر آپ نے فرمایا جا اسی کو لازم پکڑلے کیونکہ تجھ کو جنّت اسی کے قدموں میں ملے گی۔ یعنی اس کی خدمت میں لگا رہ جنّت میں پہنچ جائے گا۔ واللہُ اَعلَمُ

ترغیب ص ۱۲۴ ج ۲

(۷) ایک مرتبہ ایک شخص نے ایک صحابی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ کہ میرے والد صاحب نے پہلے تو میری شادی کر دی اور اب یوں کہتے ہیں۔ کہ طلاق دے دے۔ آپ بتلائیے کہ کیا کروں اس پر ان صحابیؓ نے فرمایا۔ بھائی یہ تو مَیں کہتا نہیں کہ والد کی نافرمانی کر یا بیوی کو چھوڑ دے۔ البتہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہوئی ہے۔ وہ تجھ کو سنائے دیتا ہوں، وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔ والد جنّت کے تمام دروازوں میں بہترین دروازہ ہے (یعنی بہترین دروازہ سے داخل ہونے کا ذریعہ ہے) اب تیری مرضی۔ چاہے اس دروازہ کی نگرانی اور حفاظت کر اور چاہے اس کو ضائع کر دے۔ ترغیب ص ۱۲۴ ج ۲

(۸) ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شخص کو اس بات سے خوشی ہوتی ہو۔ کہ اس کی عمر بڑھ جائے۔ اور اس کا رزق بھی زیادہ ہو جائے۔ تو اس کو چاہیئے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرے اور رشتہ داری میں میل رکھے۔

ترغیب ص ۱۲۴ ج ۲

(۹) ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بعض مرتبہ انسان اپنے گناہ کے سبب رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اور دعا کی وجہ سے تقدیر لوٹ جایا کرتی ہے۔ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا عمر کو بڑھا دیتا ہے۔

ترغیب ص ۱۲۴ ج ۲

(۱۰) ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ دوسروں کی عورتوں سے بچے رہو۔ تمہاری عورتیں دوسروں سے بچی رہیں گی۔ اور تم لوگ والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گی۔ اور اگر کسی کے پاس اس کا بھائی عذر لے کر آئے تو اسے قبول ہی کر لے خواہ وہ درست ہو یا نہ ہو اگر اس نے عذر قبول نہ کیا تو قیامت کے روز میرے حوضِ کوثر پر نہیں آسکتا۔ (ترغیب ص ۱۲۴ ج ۲)

(۱۱) ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے

زیادہ کون اس بات کا حقدار ہے۔ کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ اس پر آپ نے فرمایا تیری والدہ اس نے دوبارہ عرض کیا۔ پھر کون آپ نے فرمایا والدہ۔ اس نے پھر عرض کیا آپ نے پھر فرمایا۔ کہ والدہ اس نے ایک مرتبہ پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ اس کے بعد پھر تیرا والد زیادہ حقدار ہے۔ (ترغیب ص۱۲۶ ج۲)

(۱۲) ایک صحابیہ بی بی اپنا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ میری مشرکہ والدہ میرے پاس اس خیال سے آئی کہ میں اس کے ساتھ کچھ سلوک کر دوں۔ تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا کہ میں اس کے ساتھ سلوک کروں یا نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ ہاں تُو اس کے ساتھ سلوک بھی کر اور اس سے میل بھی رکھ۔

(ترغیب ص۱۲۶ ج۲)

(۱۳) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ والد کی رضا میں خدا کی رضا ہے۔ اور والد کی ناراضگی میں خدا کی ناراضگی ہے۔

(ترغیب ص۱۲۶ ج۲)

(۱۴) ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک سمجھنا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ کسی انسان کو قتل کرنا۔ جھوٹی قسم کھانا۔ (ترغیب ص۱۲۷ ج۲)

(۱۵) ایک مرتبہ آپ نے ایک والا نامہ میں جو یمن والوں کو بھیجا تھا۔ اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ بڑوں میں بڑے گناہ یہ ہیں۔ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرانا۔ مؤمن انسان کو ناحق قتل کرنا۔ جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ پاکدامن (۵) عورت پر زنا کی تہمت دھرنا۔ جادو (۶) سیکھنا۔ سود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا

(ترغیب ص۱۲۷ ج۲)

(۱۶) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تین قسم کے لوگوں پر نگاہ رحمت نہیں ڈالے گا۔ ایک تو والدین کے نافرمانوں پر دوسرے شراب کے عادیوں پر، تیسرے احسان کر کے جتانے والوں پر اور تین قسم کے لوگ (ابتداءً) جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ ایک تو والدین کے نافرمان، دوسرے وہ دیوث لوگ جو اپنی عورتوں کے بارے میں باوجود علم ہونے کے زنا کاری کو نہیں روکتے تیسرے وہ عورتیں جو مردانہ پن اختیار کریں۔ ان کی مشابہت کریں۔ (ترغیب ص۱۲۷ ج۲)

(۱۷) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تین قسم کے شخصوں پر جنت حرام ہے۔ ایک تو والدین کے نافرمانوں پر دوسرے شراب کے عادیوں پر۔ تیسرے دیوّث پر۔

(ترغیب ص۱۲۷ ج۲)

(۱۸) ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے۔ کہ تین قسم کے لوگ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکیں گے۔ حالانکہ وہ خوشبو جنت میں پہنچنے سے پہلے پانچ سو سال کی مسافت ہی سے آنے لگ رہی ہو گی۔

(ترغیب ص۱۲۷ ج۲)

(۱۹) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے آدمیوں سے کوئی فدیہ وغیرہ یا فرض اور نفل عبادت وغیرہ کچھ قبول نہیں فرمائیں گے۔ ایک تو والدین کے نافرمانوں سے دوسرے احسان جتانے والوں سے تیسرے تقدیر کے جھٹلانے والوں سے

(ترغیب ص۱۲۷ ج۲)

(۲۰) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تین گناہ ایسے ہیں۔ کہ ان کے ہوتے ہوئے نیک عمل نفع نہیں پہنچاتا۔ ایک تو اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ دوسرے والدین کی نافرمانی کرنا۔ تیسرے جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔

(ترغیب ص۱۲۷ ج۲)

(۲۱) ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ کبیرہ گناہوں میں زیادہ کبیرہ گناہ یہ ہے۔ کہ آدمی اپنے والدین کو لعنت بھیجے۔ اس پر کسی نے آپ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کون ہے۔ جو اپنے والدین کو لعنت بھیجے۔ آپ نے فرمایا یہ اس طرح ہوتا ہے کہ آدمی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے دیتا ہے۔ تو دوسرا بھی اس کے ماں باپ کو گالی دے دیتا ہے (ترغیب ص۱۲۷ ج۲)

یعنی یہ چونکہ اپنے ماں باپ کو گالی دلانے کا سبب بنا۔ اس لئے گویا اس نے اپنے ماں باپ کو خود گالی دی (واللہ اعلم)

(۲۲) ایک مرتبہ ایک شخص آپؐ کی خدمت میں آ کر عرض کرتا ہے۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کلمہ شہادت کا اقرار کرتا ہوں اور پنجوقتہ نماز کا پابند ہوں اور مال زکوٰۃ بھی نکالتا ہوں۔ اور رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوں میرا کیا درجہ ہوگا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص بھی تمہاری طرح زندگی بسر کرتا ہوا مر گیا وہ قیامت میں نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

مثل ان دو انگلیوں کے بشرطیکہ والدین کی نافرمانی کرنے والا نہ ہو۔

(ترغیب ص۱۲۷ ج۲)

(۲۳) ایک مرتبہ آپؐ نے ایک صحابی کو یہ وصیت فرمائی کہ دیکھنا خدا کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھیرانا چاہے۔ تجھے قتل کیا جائے یا جلا دیا جائے۔ اور نہ والدین کی نافرمانی کرنا چاہے۔ تجھے تیرے مال اولاد سے نکال کر جدا کر دیا جائے (ترغیب ص۱۲۸ ج۲)

(۲۴) ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت پر ہی سے آنے لگ جائیگی۔ لیکن والدین کا نافرمان، رشتہ داری کا توڑنے والا۔ بوڑھا زنا کار تکبر سے تہبند کو زمین پر لٹکا کے چلنے والا نہیں سونگھ سکے گا۔

(ترغیب ص۱۲۸ ج۲)

(۲۵) ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے۔ کہ والدین کے نافرمان پر ساتوں آسمانوں کے اُوپر سے اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے۔ والدین کا نافرمان ملعون ہے۔ اور والدین کو گالی دینے والا بھی ملعون ہے (ترغیب ص۱۲۸ ج۲)

(۲۶) ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کی سزا موخر کرنا چاہیں تو اس کو قیامت تک موخر کر دیتے ہیں۔ لیکن والدین کی نافرمانی کی سزا کو مرنے سے پہلے زندگی ہی میں دے دیتے ہیں۔

(ترغیب ص۱۲۸ ج۲)

(۲۷) ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان جانکنی کی حالت میں مبتلا ہے۔ اس کو کلمہ پڑھنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ لیکن وہ کلمہ نہیں پڑھ سکتا۔ اس پر آپؐ نے اس آنے والے سے پوچھا۔ کہ یہ بتاؤ وہ نمازی بھی ہے۔ اس نے عرض کیا جی ہاں نمازی ہے۔ اس پر آپؐ کچھ اصحابہ کے ہمراہ اس جوان کے پاس تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر اس کو کلمہ پڑھنے کے لئے کہا تو اس نے کہا مجھ سے کلمہ نہیں پڑھا جاتا۔ آپؐ نے اس کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ والدہ کا نافرمان ہے۔ اس لئے کلمہ نہیں پڑھا جاتا۔ آپؐ نے دریافت کیا کہ اس کی والدہ زندہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا جی ہاں زندہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو یہاں بلا لاؤ۔ وہ آئی تو آپ نے اس سے فرمایا۔ کہ یہ تیرا ہی بیٹا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں پھر آپ نے فرمایا یہ بتا کہ اگر یہاں آگ بھڑک رہی ہو اور تیرے سے یہ کہا جائے کہ اگر تو اپنے بیٹے کی سفارش کر دے گی۔ تو چھوڑ دیں گے ورنہ آگ میں جلا دیں گے تو بتا اس وقت کیا تو اپنے

بیٹے کی سفارش کرے گی یا نہیں۔ اس پر اس نے کہا کہ ایسی حالت میں تو ضرور سفارش کر دُنگی اس پر آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کو اور مجھ کو گواہ بنا کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہو گئی۔ اس پر اس نے کہا کہ اے اللہ میں تجھ کو اور تیرے رسولؐ کو گواہ بناتی ہوں۔ کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہو گئی ہوں۔ اس کے بعد آپ نے نوجوان سے پھر کہا۔ کہ اے لڑکے کہہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ تو اب اس نے یہ کلمہ کہہ دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے اس کو میری وجہ سے آگ سے بچا لیا۔ (ترغیب ص ۱۲۸ ج ۲)

اس کے بعد علامہ منذری نے ایک عبرتناک قصہ نقل کیا ہے۔ ہم بھی اس کو نقل کرنے کے بعد مضمون کو ختم کرتے ہیں سُنئے قصہ یہ ہے کہ ایک محدث کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ ایک محلہ میں جا کر رہا۔ تو اس محلّہ کے پاس ایک مقبرہ تھا۔ جس کا میں نے یہ منظر دیکھا کہ نماز عصر کے بعد وہ مقبرہ پھٹا اور اس سے ایک آدمی رونما ہُوا۔ جس کا سر تو گدھے جیسا اور باقی جسم انسانوں جیسا تھا۔ اس نے گدھے کی طرح تین چیخیں ماریں اور اندر ہو گیا۔ مقبرہ بند ہو گیا۔ خیر وہیں کہیں ایک بوڑھی عورت بال اُون کچھ بٹ رہی تھی۔ اس کے بارے میں ایک دوسری عورت نے میرے سے آ کر کہا کہ دیکھ اس بوڑھی عورت کو دیکھ، میں نے کہا آخر کچھ بات بھی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ بوڑھیا اس مقبرہ والے کی ماں ہے۔ میں نے کہا قِصّہ ذرا کھول کر تو بیان کر، کیا ماجرا ہے۔ اس پر اس عورت نے بیان کیا کہ یہ شخص شراب پیا کرتا تھا۔ اور جب شام کا وقت ہوتا تو اس کی یہ والدہ اس سے کہا کرتی تھی کہ بیٹا خدا سے ڈر آخر کب تک شراب پیتا رہے گا۔ تو اس پر اس کا بیٹا یہ جواب دیا کرتا تھا۔ کہ تُو تو میرے پیچھے ایسی چیختی رہتی ہے۔ جیسے گدھا چیخا کرتا ہے۔ ہمیشہ کی اس کی یہی عادت تھی آخر کار اسی حالت میں ایک روز عصر کے بعد مر گیا۔ اور اس مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد اب یہ اس کا مقبرہ ہے۔ جو ہر روز اسی وقت پھٹتا ہے۔ اور یہ شخص اسی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ اور اسی گدھے کی طرح تین چیخیں مارتا ہے، اور اندر چلا جاتا ہے۔ مقبرہ بند ہو جاتا ہے ترغیب ص ۱۲۸ ج ۲

کیا ایک مسلمان کو عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے اتنا ہی کافی نہیں۔ خدا را اپنی عاقبت کی فکر کیجئے۔
وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بقیہ احادیث الرسول

صفحہ ۷ سے آگے۔

صف بندی کا ثواب

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کَانَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ یَلُوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰی وَمَا مِنْ خُطْوَۃٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ خُطْوَۃٍ یَمْشِیْہَا یَصِلُ بِہَا صَفًّا۔ رواہ ابو داؤد

ترجمہ۔ براء بن عازبؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ خدا اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔ جو پہلی صف کے قریب ہوں اور کوئی قدم اُٹھانا خدا کے نزدیک اتنا پسندیدہ نہیں۔ جتنا کہ وہ قدم جو صف کو پُورا کرنے یا بھرنے کے لئے اٹھایا گیا ہو۔

صف کی داہنی جانب کی فضیلت

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی مَیَامِنِ الصُّفُوْفِ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا اور اس کے فرشتے رحمت نازل کرتے ہیں صفوں کے داہنی جانب والے لوگوں پر

صف بندی کی تاکید

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا اِذَا قُمْنَا اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاِذَا اسْتَوَیْنَا کَبَّرَ

(رواہ ابو داؤدؒ)

ترجمہ۔ نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں۔ کہ جب ہم لوگ نماز کو کھڑے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو برابر کرتے اور جب صفیں درست ہو جائیں (تو تکبیر کہی جاتی)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَنْ یَمِیْنِہٖ اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ وَعَنْ یَسَارِہٖ اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ۔ انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داہنی طرف کے لوگوں سے فرماتے۔ سیدھے کھڑے رہو اور صفوں کو برابر رکھو۔ اور بائیں طرف کے لوگوں سے بھی یہی فرماتے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ وَعَلَی الثَّانِیْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ وَحَاذُوْا بَیْنَ مَنَاکِبِکُمْ وَلِیْنُوْا فِیْ اَیْدِیْ اِخْوَانِکُمْ وَسُدُّوا الْخَلَلَ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ فِیْمَا بَیْنَکُمْ بِمَنْزِلَۃِ الْحَذَفِ یَعْنِیْ اَوْلَادَ الضَّاْنِ الصِّغَارِ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ ابو امامہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالےٰ اور اسکے فرشتے رحمت نازل کرتے ہیں پہلی صف پر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ دوسری صف پر۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اور اس کے فرشتے رحمت نازل کرتے ہیں پہلی صف پر صحابہؓ نے عرض کیا اور یا رسول اللہ دوسری صف پر آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کے فرشتے رحمت نازل کرتے ہیں۔ پہلی صف پر۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اور دوسری صف پر آپؐ نے فرمایا اور دوسری صف پر بھی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برابر کرو اپنی صفوں کو اور ملائے رکھو اپنے مونڈھوں کو اور نرم رہو اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں یعنی اگر کوئی ہاتھ سے صفوں کو ٹھیک کرے تو اسکی اطاعت کرو اور بھر دو شگاف کو اس لئے کہ شیطان کالی بکری کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جاتا ہے

از جناب المیر عبدالرحمن صاحب لدھیانوی



اللہ جل جلالہ کے خوف اور ڈر سے گریہ وبکا

قرآنی شہادتیں

(۱) اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِیًّا ۩ پ۱۶ ع ۷۔

ترجمہ۔ جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو روتے ہوئے سجدہ میں گرتے ہیں۔

(مطلب) انبیاءؑ پر اللہ تعالےٰ نے انعامات کی بارش کی ہے اور وہ باوجود علو مقام اور معراج کمال پر پہنچنے کے شان عبودیت و بندگی میں کامل ہیں۔ اللہ کا کلام سُن کر اور اس کے مضامین سے متاثر ہو کر نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اس کو یاد کرکے روتے ہیں اسی لئے علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت پر سجدہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ ان مقربین کے طرزِ عمل کو یاد کرکے ایک طرح کی مشابہت ان سے حاصل ہو جائے

حدیث میں ہے کہ قرآن کی تلاوت کرو اور روؤ۔ اگر رونا نہ آئے تو کم از کم رونے کی صورت بنا لو۔

(حضرت مولانا عثمانی رح)

(۲) قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝ پ۱۵ ع ۱۲

ترجمہ۔ کہدو تم اسے مانو یا نہ مانو۔ بے شک وہ لوگ جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے۔ جب ان پر پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں پر سجدہ میں گرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے۔ بیشک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا۔ اور ٹھوڑیوں پر روتے ہوئے گرتے ہیں۔ اور ان میں عاجزی زیادہ کر دیتا ہے۔

(مطلب) مانو یا نہ مانو قرآن کی حقانیت اور رسول اللہ صلی اللہ کی تصدیق وہ منصف مزاج اہل علم کر رہے ہیں جنہیں کتب سابقہ کی بشارات سے آگاہی ہے وہ اس کلام کو سُن کر ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں کہ سبحان اللہ کیا عجیب و غریب کلام ہے۔ بے شک خدا کا وعدہ پورا ہونا تھا۔ جو جو موسےٰؑ کی زبانی تورات کتاب استثناء میں کیا گیا تھا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں ایک نبی اٹھاؤں گا۔ جس کے منہ میں اپنا کلام ڈالوں گا۔ بلاشبہ یہی کلام ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک میں ڈالا گیا۔ جب اہل علم کو قرآن کی تصدیق سے چارہ نہیں رہا۔ تو اب انکار کرنا جاہل کا کام ہے۔ قرآن کو سُن کر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ سجدہ کرتے ہیں تو اور عاجزی بڑھتی ہے۔ سجود میں بہت زیادہ مبالغہ کرتے ہیں۔ گویا ٹھوڑیاں بھی زمین سے ملا دیتے ہیں۔ (حضرت مولانا عثمانی رح)

(۳) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ پ۲۳ ع ۷ (ترجمہ اللہ ہی نے بہتر کلام نازل کیا ہے یعنی کتاب باہم ملتی جلتی ہے (اسکی آیات) دہرائی جاتی ہیں جس سے خدا ترس لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر انکی کھالیں نرم ہو جاتی ہیں اور دل یاد الہٰی کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ (مطلب) کتاب اللہ سُن کر اللہ کے خوف اور اُسکے کلام کی عظمت سے اُنکے دل کانپ اُٹھتے اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کھالیں نرم پڑ جاتی ہیں۔

مطلب یہ کہ خوف و رعب کی کیفیت طاری ہو کر اُن کا قلب و قالب اور ظاہر و باطن اللہ کی یاد کے سامنے جھک جاتا ہے اور اللہ کی یاد اُن کے بدن اور رُوح دونوں پر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے۔ یہ حال انتہائی کاملین کا ہوا۔ اگر کبھی ضعفاء اور ناقصین پر دوسری قسم کی کیفیات و احوال طاری ہو جائیں۔ مثلاً غشی یا صعقہ وغیرہ تو اس کی نفی آیت سے نہیں ہوتی اور نہ ان کی تفضیل ان پر لازم آتی ہے۔ بلکہ اس طرح از خود رفتہ اور بے قابو ہو جانا وارد کی قوت اور مورد کے ضعف کی دلیل ہے۔ جامع ترمذی میں ایک حدیث بیان کرتے وقت ابو ہریرہؓ پر اس قسم کے بعض حالات کا طاری ہونا مصرح ہے۔ (حضرت مولانا عثمانی رح)

مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِیْمٍ ۝ پ۲۲ ع ۱۸

ترجمہ۔ اور جو بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے پس خوشخبری دے وہ اس کو بخشش اور اجر کی جو عزت والا ہے۔

(مطلب) ڈرانے کا فائدہ اُسی کے حق میں ظاہر ہوتا ہے جو نصیحت مان کر اس پر چلے۔ اور اللہ کا ڈر دل میں رکھتا ہو۔ جس کو خدا کا ڈر ہی نہیں اور نہ نصیحت کی کچھ پروا۔ وہ کسی کی تنبیہ اور تذکیر سے کیا فائدہ اُٹھائے گا۔ ایسے لوگ بجائے مغفرت و عزت کے سزا اور ذلت کے مستحق ہونگے۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ پ-۲۷-ع ۱۸-

ترجمہ۔ کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت اور جو دین حق نازل ہوا ہے ان کے سامنے جھک جائیں۔

ترجمہ۔ یعنی وقت آگیا ہے کہ مومنین کے دل قرآن اور اللہ کی یاد اور اُسی کے سچے دین کے سامنے جھک جائیں اور نرم ہو کر گڑگڑانے لگیں۔ ایمان یُہی ہے کہ دل نرم ہو۔ نصیحت اور خدا کی یاد کا اثر جلد قبول کرے۔ مسلمان اپنے پیغمبر کی صحبت میں رہ کر نرم دلی انقیاد کامل اور خشوع لذکر اللہ کی صفات سے متصف ہو اور اس بلند مقام پر پہنچیں جہاں کوئی امت نہ پہنچی تھی۔

(۵) وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ۝ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَ كَانَ تَقِیًّا ۝ پ۱۶ ع ۴۔ ترجمہ۔ اور ہم نے اسے بچپن ہی میں حکمت عطا کی اور اسے اپنے ہاں سے رحمدلی اور پاکیزگی عنایت کی اور وہ پرہیزگار تھا۔

یعنی حضرت یحیٰی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لڑکپن ہی میں فہم و دانش اور علم و حکمت و فراست صادقہ احکام کتاب اور آداب عبودیت کی معرفت عطا فرمائی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو شوق و ذوق رحمت و شفقت رقت و نرم دلی۔ محبت و محبوبیت فرمائی تھی اور صاف ستھرا پاکیزہ رو۔ پاکیزہ خو مبارک و سعید متقی و پرہیزگار بنایا۔

حدیث میں ہے کہ یحیٰی علیہ السلام نے

نہ کبھی گناہ کیا۔ نہ گناہ کا ارادہ کیا۔ خدا کے خوف سے روتے روتے رخساروں پر آنسوؤں کی نالیاں سی بن گئی تھیں (حضرت مولانا عثمانی رح)

(۶) فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ پ ۲۵ ع ۱۴۔ (ترجمہ) پھر اُن (فرعونیوں کی موت پر) آسمان اور زمین نہ روئے

روایات میں ہے کہ مومن کے مرنے پر آسمان کا دروازہ روتا ہے۔ جس سے اُسکی روزی اُترتی تھی یا جس سے اس کا عمل صالحہ اوپر چڑھتا تھا۔ اور زمین روتی ہے۔ جہاں وہ نماز پڑھتا تھا۔ یعنی وہ افسوس کرتے ہیں کہ وہ سعادت ہم سے چھن گئی۔

کافر کے پاس عمل صالحہ کا بیج ہی نہیں پھر اس پر آسمان و زمین کیوں روئیں۔ بلکہ شاید خوش ہوتے ہونگے کہ "چلو پاپ کٹا" خس کم جہاں پاک۔ (حضرت مولانا عثمانی رح)

(۷) أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝ پ ۲۷ ع ۷

ترجمہ۔ پس کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔

(مطلب) قیامت اور اس کے قرب کا ذکر سن کر چاہیئے تھا۔ خوف خدا سے رونے لگتے اور گھبرا کر اپنے بچاؤ کی تیاری کرتے۔ مگر تم اس کے برخلاف تعجب کرتے اور ہنستے ہو اور غافل و بے فکر ہو کر کھلاڑیاں کرتے ہو۔

عاقل کو زیبا نہیں کہ انجام سے غافل ہو کر نصیحت و فہائش کی باتوں پر ہنسے اور مذاق اڑائے۔ بلکہ لازم ہے بندگی کی راہ اختیار کرے اور مطیع و منقاد ہو کر جبین نیاز خداوند کے سامنے جھکا دے۔

(۸) فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا پ ۱۰ ع ۱۷۔ ترجمہ۔ سو وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔

(مطلب) اپنی چند روزہ حرکات پر خوش ہو لو۔ پھر ان کرتوتوں کی سزا میں ہمیشہ رونا ہے یہ آیت ان منافقین کے متعلق ہے جو غزوۂ تبوک کی شرکت سے علیحدہ رہے۔ منافقین کا یہ حال ہے کہ برائی اور عیب کا کام کرکے خوش ہوتے ہیں۔ نیکی کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں اور آوازے کستے ہیں۔ ایسی قوم کو نبی کے استغفار سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انتر حصہ زیادہ تیز ہے۔

ارشادات نبوی ؐ

(۱) حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں۔ حضور اکرم ؐ نے فرمایا۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جس بات کا مجھے علم ہے اگر تم کو بھی ہو تو تم روؤ بہت اور ہنسو کم۔

(۲) حضرت اُمّ العلا انصاریہ رض کہتی ہیں۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم ہم کو خود ہی معلوم نہیں۔ حالانکہ میں خدا کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا

(۳) حضرت ابوذر رض کہتے ہیں۔ رسول مقبول ؐ نے فرمایا۔ میں وہ بات دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ جو کچھ سنتا ہوں۔ تم نہیں سُن سکتے۔ آسمان سے آواز نکل رہی ہے اور نکلنی بھی چاہیئے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ آسمان میں چار انگل بھی جگہ خالی نہیں کہ جہاں فرشتے سربسجود نہ ہوں۔ خدا کی قسم اگر تم وہ بات جانتے جو میں جانتا ہوں تو روتے بہت اور ہنستے کم، نہ تم اپنی عورتوں سے بستر پر لذت حاصل کرتے۔ بلکہ جنگلوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ تعالےٰ سے التجا کرتے۔ یہ سُن کر ابوذر رض نے کہا کہ کاش میں کاٹنے کے قابل درخت ہی ہوتا۔

(۴) حضرت عبداللہ ابن مسعود رض کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بندہ خدا کے خوف سے رویا اور اس کا آنسو خواہ مکھی کے سر کے برابر جاری ہو کر اس کے چہرے پر رواں ہوا۔ اللہ تعالیٰ آتش دوزخ اس پر حرام کرے گا۔

(مشکوٰۃ (باب خدا ترسی وگریہ وبکا)

(۵) حضرت عقبہ بن عامر صحابی رض نے حضور اکرم ؐ سے پوچھا کہ نجات کا راستہ کیا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو روکے رکھو گھر میں بیٹھے رہو۔ اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو

(۶) حضرت عائشہ رض نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ آپ ؐ کی اُمت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بے حساب کتاب جنت میں داخل ہو۔ حضور ؐ نے فرمایا۔ ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کرکے روتا رہے۔

(۷) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں۔ ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستہ میں گرا ہو۔

آپ ؐ کا ارشاد ہے۔ قیامت کے دن سات آدمی ایسے ہونگے جن کو اللہ جل شانہٗ اپنا سایہ عطا فرمائیں گے۔ ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اسکی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے۔

(۹) اللہ کے خوف سے رونے کا ایک آنسو بھی آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔

(۱۰) حضرت ابوبکر صدیق رض کا ارشاد ہے جو رو سکتا ہو وہ روئے اور جس کو رونا نہ آئے وہ رونے کی صورت ہی بنالے۔

(۱۱) محمد بن منکدر جب روتے تھے تو آنسوؤں کو اپنے منہ اور ڈاڑھی سے پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جہنم کی آگ اس جگہ کو نہیں چھوتی جہاں آنسو پہنچے ہوں۔

(حکایات صحابہ از مولانا زکریا صاحب مدظلہ)

اللہ کی یاد میں رونا اور اپنے گناہوں کی فکر میں رونا کیمیا ہے اور بہت ہی ضروری اور مفید ہے۔

ثابت بنانی کی آنکھیں دُکھنے لگیں طبیب نے کہا ایک بات کا وعدہ کر لو۔ آنکھ اچھی ہو جائیگی کہ رویا نہ کرو۔ کہنے لگے۔ آنکھ میں کوئی خوبی ہی نہیں اگر وہ روئے نہیں۔

حضور ؐ کا ارشاد ہے کہ جب مسلمان کا دل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اسکے گناہ ایسے جھڑتے ہیں۔ جیسے درختوں سے پتے جھڑتے ہیں۔

صحابہ رض کے ہنسنے پر حضور ؐ کی تنبیہ اور قبر کی یاد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز کے لئے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھِل کھِلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے۔ حضور ؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ وہ پیدا نہ ہو۔ لہذا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ قبر پر ایسا کوئی دن نہیں گزرتا جس پر وہ یہ آواز دیتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں۔ تنہائی کا گھر ہوں۔ مٹی کا گھر ہوں۔ کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب کوئی مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا بڑا مبارک ہے۔ بہت اچھا کیا تو آ گیا۔ جتنے آدمی زمین پر چلتے تھے تو اُن سب میں مجھے زیادہ پسند تھا۔ آج جب تو میرے پاس آیا ہے۔ تو میرے بہترین سلوک کو دیکھیگا۔ اس کے بعد وہ قبر جہاں تک مُردہ کی نظر پہنچ سکے۔ وہاں تک وسیع ہو جاتی ہے اور ایک دروازہ اس میں جنت کا کھل جاتا ہے۔ جس سے وہاں کی ہوا اور خوشبوئیں اس کو آتی رہتی ہیں اور

جب کوئی بدکردار قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے بُرا کیا جو تو آیا۔ زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے۔ ان سب میں تجھ ہی سے مجھے زیادہ نفرت تھی آج جب تو میرے حوالہ ہوا ہے تو میرے برتاؤ کو بھی دیکھ لیگا۔ اس کے بعد وہ اس کو اس طرح دباتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اور ستر اژدہا اس پر ایسے مسلّط ہو جاتے ہیں کہ اگر ایک بھی زمین میں پھونک مارے تو اس کے اثر سے زمین پر گھاس باقی نہ رہے۔ وہ اس کو قیامت تک ڈستے رہتے ہیں۔ اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا تو جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے (مشکوٰۃ)

اللہ کا خوف بڑی ضروری اور اہم چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اقدسؐ اکثر گہری سوچ میں رہتے تھے۔ اور موت کا یاد کرنا اس کے لئے مفید ہے۔

(۱) زرارہ ابن اوفی ایک مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ پ۲۹ ع۱۵۔ ترجمہ پھر جب صور میں پھونکا جائیگا پر پہنچے تو فوراً گر گئے اور انتقال ہو گیا۔ لوگ اٹھا کر گھر تک لائے۔

(۲) حضرت جنیدؒ ایک مرتبہ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ پ۴ ع۱۰ ترجمہ۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ تک پہنچے تو اس کو بار بار پڑھنے لگے تھوڑی دیر میں گھر کے کونے سے آواز آئی کہ کتنی مرتبہ اس کو پڑھوگے۔ تمہارے اسی کے بار بار پڑھنے سے چار جن مر چکے ہیں۔

(۳) ایک مشہور بزرگ حضرت فضیلؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا خوف ہر خیر کی طرف رہبری کرتا ہے۔ حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ جب بھی میں اللہ سے ڈرا ہوں تو اسکی وجہ سے مجھ پر حکمت اور عبرت کا ایسا دروازہ کھلا ہے جو اس سے پہلے نہیں کھلا۔

(۴) حدیث میں آیا ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کرتا اور دو بے فکریاں نہیں دیتا۔ اگر دنیا میں مجھ سے بے فکر رہے تو قیامت میں ڈراتا ہوں اور اگر دنیا میں ڈرتا رہے۔ تو آخرت میں بے فکری عطا کرتا ہوں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے اس کو ہر چیز ڈراتی ہے۔

(۵) یحییٰ ابن معاذؒ کہتے ہیں کہ آدمی بیچارا اگر جہنم سے اتنا ڈرنے لگے جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے تو سیدھا جنت میں جائے۔

(۶) ابو سلیمانؒ درانی کہتے ہیں کہ جس دل سے اللہ کا خوف جاتا رہتا ہے۔ وہ برباد ہو جاتا ہے۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے اس کا آگ میں جانا ایسا ہی ہے۔ جیسا دودھ کا تھنوں میں واپس جانا (حکایت صحابہؓ)

(۸) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ابر آندھی وغیرہ ہوتی تھی تو حضور اقدسؐ کے چہرہ انور پر اس کا اثر ہوتا تھا اور چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا تھا اور خوف کی وجہ سے کبھی اندر تشریف لے جاتے کبھی باہر تشریف لاتے اور دعا پڑھتے رہتے۔ یا اللہ! اس ہوا کی بھلائی چاہتا ہوں۔ اور جو اس ہوا میں بارش وغیرہ اسکی بھلائی چاہتا ہوں اور جس غرض سے یہ بھیجی گئی ہے۔ اس کی بھلائی چاہتا ہوں۔ یا اللہ! میں اس ہوا کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور جو چیز اس میں ہے اور جس غرض سے یہ بھیجی گئی ہے اسکی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۹) حضور اقدسؐ کے خوف الٰہی کا یہ حال تھا کہ ابر اور آندھی کو دیکھ کر پہلی قوموں کے عذاب یاد آ جاتے تھے۔ اسی کے ساتھ ایک نگاہ اپنے حال پر بھی کرنا ہے کہ ہم لوگ ہر وقت گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور زلزلوں اور دوسری قسم کے عذابوں کو دیکھ کر بجائے اس سے متاثر ہونے کے توبہ استغفار اور نماز وغیرہ میں مشغول ہونے کے دوسری قسم قسم کی لغو تحقیقات میں پڑ جاتے ہیں۔

(۱۰) نضر بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ حضرت انسؓ کی زندگی میں ایک مرتبہ دن میں اندھیرا چھا گیا میں حضرت انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا حضورؐ کے زمانہ میں بھی اس قسم کی چیزیں پیش آتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا خدا کی پناہ حضورؐ کے زمانہ میں تو ذرا بھی ہوا تیز ہو جاتی تھی تو ہم لوگ قیامت کے آ جانے کے خوف سے مسجد میں دوڑ جاتے تھے۔

سورج گرہن کے وقت نبی اکرمؐ نے دو رکعت کسوف کی نماز پڑھی جو اتنی لمبی تھی کہ لوگ غش کھا کر گرنے لگے۔ نماز میں نبی اکرمؐ روتے تھے اور فرماتے تھے اے رب! کیا آپ نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں فرما رکھا کہ آپ ان لوگوں کو میرے موجود ہوتے عذاب نہ فرمائیں گے اور ایسی حالت میں بھی عذاب نہ فرمائیں گے کہ وہ لوگ استغفار کرتے رہیں۔

پھر آپؐ نے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ آفتاب اور چاند گرہن کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔ ہنسا کم کرو اور رونے کی کثرت کرو۔ جب کبھی ایسی حالت پیش آئے نماز پڑھو۔ دُعا مانگو اور صدقہ کرو۔

(۱۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہ آیت تلاوت فرماتے رہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ پ۷ ع۶۔ ترجمہ۔ اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں۔ اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔

(۱۲) امام اعظمؒ کے متعلق بھی نقل کیا گیا ہے کہ وہ ایک شب تمام رات

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝

پ۲۳ ع۳۔ ترجمہ۔ اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ۔ پڑھتے رہے اور روتے رہے

آیت کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن مجرموں کو حکم ہوگا کہ دنیا میں تو سب ملے جُلے رہے۔ مگر آج مجرم لوگ سب الگ ہو جائیں اور غیر مجرم علیحدہ

اس حکم کو سن کر جتنا بھی رویا جائے تھوڑا ہے۔ کہ نا معلوم اپنا شمار مجرموں میں ہوگا یا فرمانبرداروں میں (حکایت صحابہ مولفہ حضرت مولانا زکریا صاحب)

حضرت ابوبکرؓ پر اللہ کا ڈر

حضرت ابوبکر صدیقؓ جو باجماع اہل سنت انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام دنیا کے آدمیوں سے افضل ہیں۔ اور ان کا جنتی ہونا یقینی ہے کہ خود حضور اقدسؐ نے ان کو جنتی ہونے کی بشارت دی۔ بلکہ جنتیوں کی ایک جماعت کا سردار بنایا اور جنت کے سب دروازوں سے ان کی پکار اور بلاوے کی خوشخبری دی اور یہ بھی فرمایا کہ میری امت میں سب سے پہلے ابوبکرؓ جنت میں داخل ہونگے ان سب خوشخبریوں کے باوجود فرمایا کرتے کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ کبھی فرماتے۔ کہ کاش میں گھاس ہوتا کہ جانور اس کو کھا لیتے۔ کبھی فرماتے کہ کاش میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا۔

حضرت عمرؓ کی حالت

حضرت عمرؓ بسا اوقات ایک تنکہ ہاتھ

ہیں لیتے اور فرماتے۔ کاش میں یہ تنکا ہوتا کبھی فرماتے کاش مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا۔

فجر کی نماز میں اکثر سورہ کہف۔ طٰہٰ وغیرہ بڑی سورتیں پڑھتے اور روتے کہ کئی صفوں تک آواز جاتی۔ ایک مرتبہ صبح کی نماز میں سورہ یوسف پڑھ رہے تھے۔ جب اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ پ ۱۳ ع ۴ (ترجمہ۔ میں تو اپنی پریشانی اور غم کا اظہار اللہ ہی کے سامنے کرتا ہوں۔) پر پہنچے تو روتے روتے آواز نہ نکلی۔ تہجد کی نماز میں بعض مرتبہ روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے۔

حضرت ابن عباسؓ اللہ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ چہرہ پر آنسوؤں کے ہر وقت بہنے سے دو نالیاں سی بن گئی تھیں آپ نے نیک کاموں پر اہتمام کا ایک سہل نسخہ بتلایا کہ اللہ کی عظمت اور اسکی بڑائی کی بابت سوچا جائے۔ اس کے بعد ہر قسم کا نیک عمل سہل ہے۔ اور پھر وہ یقیناً اخلاص سے بھرا ہوا ہوگا۔

اللہ کے پیارے نبی اور لاڈلے رسولؐ تبوک کے سفر میں ثمود کی بستی پر سے گزرتے وقت ڈرتے ہوئے اور خوف کھاتے ہوئے گذرتے ہیں اور اپنے جاں نثار دوستوں کو جو اس سخت مجبوری کے وقت بھی جان نثاری کا ثبوت دیتے ہیں۔ روتے ہوئے جانے کا حکم فرماتے ہیں کہ خدانخواستہ وہ عذاب نازل نہ ہو جائے۔

اور ہم لوگ کسی بستی میں زلزلہ آجائے تو اس کو سیرگاہ بناتے ہیں۔ تفریح کو جاتے ہیں اور رونا تو درکنار رونے کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے ہیں ؎

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجاست

اللہ کے خوف کے متفرق احوال

قرآن شریف کی آیات اور حضورؐ کی احادیث اور بزرگوں کے واقعات میں اللہ جل شانہٗ سے ڈرنے کے متعلق کچھ ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن مختصر طور پر اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ دین کے ہر کمال کا زینہ اللہ کا خوف ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے۔

(۱) حضرت ابن عمرؓ بہت رویا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ روتے روتے آنکھیں بھی بیکار ہو گئی تھیں۔ کسی شخص نے ایک مرتبہ دیکھ لیا تو فرمانے لگے کہ میرے رونے پر تعجب کرتے ہو۔ اللہ کے خوف سے سورج روتا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہی قصہ پیش آیا۔ تو فرمایا کہ اللہ کے خوف سے چاند روتا ہے۔

ایک نوجوان صحابی پر حضورؐ کا گذر ہوا۔ وہ پڑھ رہے تھے فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَۃً کَالدِّھَانِ ۚ پ ۲۷ ع ۱۲۔ (ترجمہ۔ پھر جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور پھٹ کر گلابی تیل کی طرح سرخ ہو جائے گا) پر پہنچے تو بدن کے بال کھڑے ہو گئے۔ روتے روتے دم گھٹنے لگا اور کہہ رہے تھے۔ ہاں جس دن آسمان پھٹ جائیں گے۔ یعنی قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا۔ ہائے میری بربادی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس رونے کی وجہ سے فرشتے بھی رونے لگے۔

(۳) ایک انصاری نے تہجد پڑھی اور پھر بیٹھ کر بہت روئے۔ کہتے تھے۔ اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں جہنم کی آگ کی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آج فرشتوں کو رلا دیا۔

(۴) عبداللہ ابن رواحہ ایک صحابیؓ رو رہے تھے۔ اس کی بیوی بھی اس حالت کو دیکھ کر رونے لگی۔ پوچھا کہ تم کیوں روتی ہو۔ کہنے لگیں کہ جس وجہ سے تم روتے ہو۔ عبداللہ ابن رواحہ نے کہا کہ میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ جہنم پر تو گذرنا ہے ہی۔ نہ معلوم نجات ہو سکیگی یا وہیں رہ جاؤنگا (حکایات صحابہؓ)

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

ہماری رائے میں حلف کے الفاظ میں فوری ترمیم کی ضرورت ہے۔ اس میں اللہ اور رسول اللہ سے وفاداری کا اقرار نمبر اوّل ہونا چاہیئے۔ ترمیم کے بعد اس تقریب کا اعادہ ضروری ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے یہ الفاظ صدر اور ان کی کابینہ کے ارکان تک پہنچا دیئے جائیں۔ تاکہ وہ ان پر غور کر سکیں۔

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بے جا ہوگی۔

از جناب محمد شفیع عبداللہ پرتھو



نیکی اور اس کی جزا

نیک بنو۔ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے معاون بنو۔ دوسروں کو نیکی کی ترغیب دو۔ یہی کامیابی کی راہ ہے۔

(۱) کامیابی کی راہ

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (البقرہ آیت ۱۸۹ ع ۲۴)۔ ترجمہ۔ تجھ سے پوچھتے ہیں حال نئے چاند کا۔ کہہ دے یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کے واسطے اور نیکی یہ نہیں کہ گھروں میں آؤ اُن کی پُشت کی طرف سے اور لیکن نیکی یہ ہے کہ جو کوئی ڈرے اللہ سے اور گھروں میں آؤ دروازوں سے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تم مُراد کو پہنچو۔

حاشیہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ

(۱) آفتاب ہمیشہ ایک صورت ایک حالت پر رہتا ہے اور چاند کی صورت بدلتی اور اس کی مقدار بڑھتی گھٹتی رہتی ہے۔ اس لئے لوگوں نے چاند کے کم زیادہ ہونے کی وجہ آپؐ سے پوچھی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ پہلی آیات میں شہر رمضان اور روزہ کا ذکر تھا۔ اس میں ہلال کا ذکر ہے اور روزہ اور رویت ہلال میں تعلق ظاہر ہے کہ ایک دوسرے پر موقوف ہے اور آگے چل کر حج اور اس کے احکام کا ذکر ہے۔ ذکر ہلال اس کے بھی مناسب ہے۔

(۲) یعنی ان سے کہہ دو کہ چاند کا اس طرح پر نکلنا۔ اس سے لوگوں کے معاملات اور عبادات مثل قرض، اجارہ عدت، مدتِ حمل، رضاعت روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کے اوقات ہر ایک کو بے تکلف معلوم ہو جاتے ہیں۔ بالخصوص حج، کے روزہ وغیرہ کی قضا تو ان کے غیر ایام میں ہوتی ہے۔ حج کی تو قضا بھی ایام مقررہ حج کے سوا دوسرے ایام میں نہیں کر سکتے۔

اور حج کے خاص بیان فرمانے کی یہ بھی وجہ ہے کہ ذیقعدہ۔ ذی الحج۔ محرم رجب یہ چار مہینے شہر حرام تھے۔ ان میں لڑائی کرنا کسی کو قتل کرنا حرام تھا۔ اہلِ عرب کو ان مہینوں میں لڑائی پیش آتی تو مہینوں کو مقدم موخر کرکے لڑائی کرتے۔ مثلاً ذی الحج یا محرم میں لڑائی پیش آتی تو اس کو تو صفر بنا لیتے اور جب صفر آتا تو اس کو ذی الحج یا محرم ٹھہرا لیتے۔ ان کے اس خیال کے ابطال کی غرض سے یہاں حج کی تصریح فرمائی کہ جو ایام حج کے لئے اللہ نے مقرر فرمائے ہیں ان میں تقدم تاخر ہرگز جائز نہیں۔ اب یہاں سے حج کے متعلقات اور اس کے احکام دُور تک ذکر ہونگے۔

(۳) زمانہ جاہلیت کا ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب گھر سے نکل کر حج کا احرام باندھتے۔ پھر کوئی ضرورت گھر میں جانے کی پیش آتی تو دروازہ سے نہ جاتے چھت پر چڑھ کر گھر کے اندر اُترتے۔ یا گھر کی پُشت کی جانب نقب دے کر گھستے اور اس کو نیکی کی بات سمجھتے۔ اللہ نے اس کو غلط فرما دیا۔

فائدہ۔ پہلے جملہ میں حج کا ذکر تھا اور یہ حکم بھی حج کے متعلق تھا۔ اس مناسبت سے اس حکم کو یہاں بیان فرما دیا اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ آیت اَهِلَّةِ سے مُراد شہر حج یعنی شوال اور ذیقعدہ اور دس تاریخیں ذی الحج کی ہیں کہ احرام حج ان میں ہونا چاہیئے۔ لوگوں نے آپؐ سے پوچھا کہ حج کے یہی ایام ہیں یا اور ایام میں بھی حج ہو سکتا ہے۔ اللہ نے جواب دیا۔ کہ حج کے لئے اشہر حج مقرر اور معین ہیں اور اسی کی مناسبت سے احرام کے اندر گھر میں جانے کی کیفیت ذکر فرما دی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اپنی طرف سے کسی جائز اور مباح امر کو نیکی بنا لینا اور دین میں داخل کر لینا مذموم اور ممنوع ہے۔ جس سے بہت باتوں کا بدعت اور مذموم ہونا معلوم ہو گیا۔

حاصل کلام اللہ کے ڈر کو اس مقام پر کامیابی کا ذریعہ بتایا ہے۔ اگر ہر وقت دل میں اللہ کا ڈر ہے اور روز حساب کا کھٹکا رہے تو بندہ گناہوں سے رُکنے کی کوشش میں لگا رہے گا۔ اور ساتھ نیکیوں میں بھی لگا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے بارے میں دوسرے مقامات پر یوں آیا ہے۔

(۱) وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ (البقرہ آیت ۲۰۳) ترجمہ۔ اور اللہ سے ڈرو۔ جان لو تم اسی کی طرف جمع کئے جاؤگے۔

(۲) بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ (آل عمران آیت ۷۶) ترجمہ۔ کیوں نہیں جو کوئی پورا کرے اپنا قرار اور وُہ پرہیزگار ہے۔ تو اللہ کو محبت ہے پرہیزگاروں سے۔

یعنی اللہ اس کو دوست رکھتا ہے جو اس سے ڈر کر پرہیزگاری اختیار کرے۔ اب جسے اللہ دوست رکھے۔ اس کا یقیناً دونوں جہانوں میں بیڑا پار ہے۔

(۳) لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○ (آل عمران آیت ۱۹۸ ع ۲۰)۔ ترجمہ۔ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے۔ ان کے لئے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کے ہاں مہمانی ہے اور جو اللہ کے ہاں ہے۔ وہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہے۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی مدظلہ فرماتے ہیں۔ "دنیا کے اسباب بھی تمہارے لئے یسیر ہونگے۔ علاوہ اس کے آخرت کی نعمتیں تو متقین کے لئے مخصوص ہو چکی ہیں" اور اللہ سے ڈرنے والے ہی دُنیا میں شیطان کی پھندوں میں نہیں پھنستے۔

(۴) اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ○ (الاعراف ۲۰۱) ترجمہ۔ بیشک جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں۔ جب انہیں کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آتا ہے۔ تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں۔ پھر اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ فرماتے ہیں "... یعنی متقین کے حق میں یہ محال نہیں کہ شیطان کا گذر ان کی طرف ہو۔ اور کوئی چرکہ لگا جائے۔ البتہ متقین کی شان یہ ہوتی ہے کہ شیطان کے اغوا سے متنبہ

غفلت میں نہیں پڑتے۔ بلکہ ذرا غفلت ہوئی اور خدا کو یاد کرکے چونک پڑے۔ ٹھوکر لگی اور معاً سنبھل گئے۔ سنبھلتے ہی آنکھیں کھل گئیں۔ نیکی بدی کا انجام نظر آنے لگا اور بہت جلد نازیبا کام سے رُک گئے۔ یاد رکھیں آخرت کی کامیابی نیکوکار پرہیزگاروں کو ہی نصیب ہوگی۔

(۵) وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (یوسف آیت ۱۰۹)

ترجمہ۔ اور البتہ آخرت کا گھر پرہیز کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

(۴) نیکی کے کام

نیکی کے کاموں کی فہرست ذیل کی آیت میں ملتی ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۱۷۷ ع ۲۲)

ترجمہ۔ یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور اسکی محبت میں رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے اور نماز پڑھے۔ اور زکوٰۃ دے اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب وہ عہد کریں اور جو تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں۔ یہی سچے لوگ ہیں۔ اور یہی پرہیزگار ہیں۔

اوّل مسلمانوں کو بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم تھا۔ پھر ہمیشہ کیلئے بیت اللہ کی طرف رخ کرکے نماز ادا کرنے کا حکم ملا۔

حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں "یہود مغرب کی طرف اور عیسائی مشرق کی طرف منہ کیا کرتے تھے۔ اس کیلئے مشرق و مغرب کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔

حالانکہ ایمان کی صحیح روح یہ ہے کہ معبود حقیقی کے ہر حکم کو بلا چون وچرا مان کر اس پر عمل کیا جائے۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں۔ نیکی یہ ہے دل میں تابعداری کا مادہ پیدا ہو جائے۔ فرائض پابندی کے ساتھ ادا کئے جائیں۔ اور تمام نیک کاموں کو کرتا رہے۔ حق تو یہ ہے کہ جس نے اس آیت پر عمل کیا۔ اس نے دل کھول کر بھلائی سمیٹ لی۔ (ابن کثیرؒ)

اس آیت میں جن باتوں کا ذکر ہے وہ یہ ہیں:۔

(۱) ایمان باللہ۔ اللہ تعالےٰ کو اللہ رب اور خالق مان کر عقیدہ صحیح رکھنا چاہیئے اسی کی عبادت کرنی چاہیئے۔

(۱) اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بڑا مہربان رحم والا ہے۔ (البقرہ آیت ۱۶۲)

(۲) آسمانوں اور زمین اور اس کے اندر کی سب چیزوں اور مشرقوں کا رب ہے۔ (والصّٰفّٰت آیت ۴-۵)

(۳) وہ بڑی برکت والا ہے۔ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا۔ تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔ وہ جس کی آسمانوں اور زمینوں میں سلطنت ہے اور اس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کرکے اندازہ پر قائم کر دیا (الفرقان آیت ۲)

اور اس نے ہر چیز کو بنایا ہے اور وُہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یہی تمہارا رب ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس اُسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ (الانعام آیت ۱۰۱-۱۰۲)

اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے۔ اور تم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگے۔ بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے شکر گزار رہو (الزمر آیت ۶۵-۶۶)

حاصل یہ نکلا کہ اگر اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کروگے تو کوئی نیکی بارآور نہ ہوگی۔ سب کیا کرایا اکارت جائے گا۔ اس لئے خالص اللہ ہی کی عبادت کی جائے۔

(۲) قیامت کے دن پر ایمان لانا۔ قرآن کریم سے ہدایت حاصل کرنے والے متقیوں کا ایک وصف یہ ہے۔ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۴) ترجمہ۔ اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں

قیامت کے بارے میں چند ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔ (۱) اور آپ کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہو۔ (الشورٰے آیت ۱۷)

(۲) آپ سے لوگ قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہدو۔ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے اور آپ کو کیا خبر شاید قریب ہی ہو (الاحزاب آیت ۶۳)۔

(۳) وہ تم پر اچانک آجائیگی (الاعراف آیت ۱۸۷)

(۴) اور قیامت کا معاملہ ایسا ہے۔ جیسا آنکھ کا جھپکنا۔ یا اس سے بھی قریب تر۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (النحل آیت ۷۷)

(۵) جس دن اسے دیکھ لینگے تو یہی سمجھیں گے کہ (دنیا میں) گویا ایک شام یا اسکی صبح تک ٹھہرے تھے۔ (النّٰزعٰت آیت ۴۶)

(۶) اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے۔ جس دن اسے دیکھوگے ہر دودھ پلانیوالی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے۔ وہ مدہوش نہ ہونگے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا (الحج آیت ۱-۲)

اب عقلمند وہ ہے جو اس دن کا فکر کرے اور نیکیوں میں لگا رہے۔

(۳) فرشتوں پر ایمان لانا

یہ اللہ کی مخلوق ہے۔ انہیں جو حکم ملتا اس کی فوراً تعمیل کرتے ہیں۔

(۱) ایمانداروں کو ان کی موت کے وقت بشارت دیتے ہیں۔ "بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اُتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور جنت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ (حٰم السجدہ آیت ۳۰)

(۲) کافروں کو انکی موت کے وقت مارتے ہیں۔ "اگر تو دیکھے۔ جس وقت فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہیں۔ ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں۔ جلنے کا عذاب چکھو۔ (الانفال آیت ۵۰)

(۳) قیامت کے دن نیکی کرنیوالے پریشان نہ ہوں گے۔

"اور انہیں بڑا بھاری خوف بھی پریشان نہیں کرے گا۔ اور ان سے فرشتے آکر ملینگے یہی وہ تمہارا دن ہے۔ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ (الانبیاء ع ۷)

(۴) سب کتابوں پر ایمان لانا

پرہیزگاروں کی ایک یہ بھی صفت ہے۔ "اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اُتارا گیا آپ صلعم پر اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو

اُتارا گیا آپؐ پر اور جو آپؐ سے پہلے اُتارا گیا۔ (البقرہ آیت ۴)

یعنی وہ کُل آسمانی کتابوں کو جو اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائیں انہیں برحق جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سب سے آخری کتاب (قرآن مجید) جو قیامت تک سب انسانوں کی رہنمائی کے لئے ہے اس کے احکام پر عمل کرنا فرض سمجھتے ہیں۔

(۱) هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (الجاثیہ آیت ۲۰)

ترجمہ۔ یہ قرآن لوگوں کے لئے بصیرت اور ہدایت ہے اور یقین کرنے والوں کے لئے رحمت ہے۔

(۲) اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیاء آیت ۱۰۶-۱۰۷) ترجمہ۔ بے شک اس میں خدا پرستوں کے لئے ایک پیغام ہے اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(۳) اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (ص آیت ۸۷)۔ ترجمہ یہ قرآن تو تمام جہان کے لئے نصیحت ہے۔

"یعنی نصیحت سے غرض یہ ہے کہ اپنے دشمن اور دوست میں تمیز کرو۔ شیطان لعین جو ازلی دشمن ہے۔ اس کی راہ مت چلو۔ نبیوں کا کہنا مانو جو تمہاری بھی بھلائی کیلئے آئے ہیں۔ میں تم سے اس نصیحت کا کوئی صلہ اور معاوضہ نہیں مانگتا۔ نہ خواہ مخواہ اپنی طرف سے بنا کر کوئی بات کہتا ہوں۔ اللہ نے ایک فہمائش کی وہ تمہارے تک پہنچا دی۔ تھوڑی مدت کے بعد تم خود معلوم کر لوگے کہ جو خبریں دی گئیں۔ کہاں تک درست ہیں۔ اور جو نصیحت کی گئی کیسی سچی اور مفید تھی۔

(حضرت مولانا عثمانی رح)

(۵) نبیوںؑ پر ایمان لانا

اوّل سے آخر تک تمام انبیاء پر اس کا ایمان ہے۔ بالخصوص خاتم الانبیاء رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی (ابن کثیرؒ)

محمدؐ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں لیکن وُہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے پر ہیں اور اللہ ہر بات جانتا ہے (الاحزاب آیت ۴۰)

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مُہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ پس جس کو ملنی تھی مل چکی۔ اس لئے آپ کی نبوت کا دَور سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپ کے ایک امتی آئینگے خود ان کی نبوّت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا۔ جیسے آج تمام انبیا اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں۔ مگر شش جہت میں عمل صرف نبوّت محمدؐیہ کا جاری وساری ہے۔ حدیث میں ہے اگر آج موسےٰ علیہ السلام (زمین پر) زندہ ہوتے تو ان کو بھی بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا۔ بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفیض ہوتے تھے۔ جیسے رات کو چاند اور ستارے سوُرج کے نوُر سے مستفید ہوتے ہیں حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا۔ اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روحِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے۔ بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپؐ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں۔ اور جن کو نبوت ملی ہے۔ آپؐ کی مہر لگ کر ملی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب الخ

(۶) انفاق مال

باوجود مال کی محبت اور رغبت کے اللہ کے لئے خرچ کرنا۔

اول رشتہ داروں پر۔ ان کو دینے میں دُگنا ثواب ہے۔ ایک خیرات دینے کا۔ دوسرا قرابتداری کا حق ادا کرنے کا۔

دوسرا یتیم کو دینا جو سِن بلوغ کو نہ پہنچا ہو اور اس کی روزی کا کوئی وسیلہ نہ ہو۔ اس کی فکر کرنا

تیسرا مساکین کو دینا۔ مساکین وُہ ہیں۔ جن کے پاس اتنا نہ ہو جو ان کے کھانے پینے اوڑھنے رہنے سہنے کو کافی ہو سکے۔ (ابن کثیرؒ)

چوتھا۔ مسافر جو اطاعت خدا میں سفر کر رہا ہو۔ اس کے پاس سفر خرچ نہ رہا ہو۔ مہمان بھی اس زمرے میں آ جاتا ہے۔

پانچواں سائل کو دینا۔ وہ لوگ جو اپنی حاجت ظاہر کرکے لوگوں سے مانگیں۔

چھٹا۔ غلاموں کی آزادی پر خرچ کرنا

(۷) اقامت صلوٰۃ

پنجگانہ فرض نماز سب ارکان بجا لاکر مقررہ وقتوں پر باقاعدہ باجماعت ادا کرتے رہنا۔

(۸) زکوٰۃ دینا۔ باقاعدہ حساب کرکے زکوٰۃ ادا کرنا

نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں قرآن مجید میں بار بار حکم آیا ہے۔ مثلاً

(۱) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور رکوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کرو (البقرہ آیت ۴۳)

(۲) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے اچھا سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم کرنا۔ اور زکوٰۃ دینا۔ پھر سوائے چند آدمیوں کے تم میں سب منہ موڑ کر پھر گئے (البقرہ آیت ۸۳)

"تارک صلوٰۃ اور "تارک زکوٰۃ ذرا گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھ لیں کہ وہ کس کی روش اختیار کر رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس

(۳) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور جو کچھ نیکی اپنے واسطے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں پاؤ گے۔ بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو۔ سب دیکھتا ہے (البقرہ آیت ۱۱۰)

(۴) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دیتے رہے۔ تو ان کے رب کے ہاں ان کا اجر ہے اور ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرہ آیت ۲۷۷)

(۵) لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں اور مسلمان ہیں۔ سو مانتے ہیں اس کو جو تجھ پر نازل ہوا اور جو تجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے اور نماز قائم کرنیوالے اور زکوٰۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہیں ہم بڑا اجر عطا فرمائیں گے

(۶) تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسُولؐ اور ایماندار لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور عاجزی کرنیوالے ہیں۔ (المائدہ آیت ۵۵)

(۷) اور مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں (حٰم السجدہ آیت ۶-۷)

پس ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۔ جو اپنی نماز سے غافل ہیں (الماعون آیت ۴-۵)

(۹) اپنے عہدوں کو پورا کرنا

کامیاب ہونے والے مومنوں کی ایک خصلت یہ ہے

(۱) وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ (المومنون آیت ۸)

اور اپنے وعدے کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

(۲) عقلمندوں کا ایک وصف یہ ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۙ (الرعد آیت ۲۰)

ترجمہ۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے۔ "یعنی اللہ سے جو عہد ازل میں ہو چکا ہے (عہد الست) جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے اور جو انبیاءؑ کی زبانی عہد لئے گئے۔ ان سب کو پورا کرتے ہیں کسی کو نہیں توڑتے۔ نیز بذات خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے جو عہد و پیمان باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت کا نہ ہو۔) اسکی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ (حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ)

(۱۰) صبر کرنا۔

تنگدستی بیماری اور لڑائی کے وقت صبر کی تلقین فرمائی جو تینوں موقعے بڑے سخت ہیں۔ اس لئے ان کا خاص طور سے ذکر فرمایا تاکہ ان موقعوں پر صبر کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

صبر کرنے والوں کا اللہ حامی ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ (البقرہ آیت ۱۵۳)

ترجمہ۔ اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ بیشک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔

(۱۱) نیکی میں کمال

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ○ (آل عمران آیت ۹۲ ع ۱۰)

ترجمہ۔ ہرگز نیکی میں کمال حاصل نہ کر سکو گے۔ یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز سے خرچ کرو۔

اس مقام پر نیکی کے بلند مقام پر پہنچنے کے لئے پیاری چیز اللہ کے راہ میں خرچ کرنے کو فرمایا۔

حضرت ابو طلحہؓ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اپنا مرغوب باغ (بیرحا) جس میں میٹھے پانی کا کنواں بھی موجود تھا صدقے میں پیش کر دیا۔ اور حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اسے اپنے چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر ڈالا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا مانگتے ہیں

رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ (والصّٰفّٰت آیت ۱۰۰) ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے ایک صالح لڑکا عطا کر۔

اب جب خواب میں دیکھتے ہیں کہ اسی پیارے بیٹے کو جس کے لئے دعائیں مانگتے تھے ذبح کر رہا ہوں۔ تو انہیں ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل ڈال دیا۔ اور خواب کو سچا کر دکھایا۔

(قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا) ترجمہ تو نے خواب کو سچا کر دکھایا۔

رحمت باری تعالےٰ جوش میں آئی۔ عزیز فرزند بچا دیا اور قربانی کے لئے ایک دُنبہ عطا فرمایا۔

اس اسوہ حسنہ سے ہمیں سبق لینا چاہیئے اور کم از کم مال سے اتنا پیار تو نہ کریں۔ کہ فریضہ زکوٰۃ دینی بھی گراں لگے۔ اور دوسرے حقوق تلف ہو جائیں۔ بلکہ مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اپنی آخرت سنوارنی چاہیئے۔

۴۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے۔

وَبَرًّا بِوَالِدَیْہِ وَلَمْ یَکُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ○ (مریم آیت ۱۴) ترجمہ۔ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا اور سرکش اور نافرمان نہ تھا۔

ہمیں بھی حکم ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (النساء آیت ۳۶) ترجمہ اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔

حدیث۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں جنت میں داخل ہُوا تو میں نے وہاں قرآن پڑھنے کی آواز سُنی۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون ہے (جو قرآن پڑھتا ہے) فرشتوں نے کہا حارثہ بن نعمانؓ (یہ سن کر صحابہؓ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حارثہؓ کو یہ درجہ کیونکر ملا) آپؐ نے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ یہی ثواب ہے (ماں باپ سے) نیکی کرنے کا اور حارثہؓ بن نعمان ماں باپ کیساتھ بہت اچھا سلوک کرنیوالا تھا۔ (مشکوٰۃ)

۵۔ نیکوں کا اجر

(۱) کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ○ (التطفیف آیت ۱۸) ترجمہ (ہرگز نہیں۔ بے شک نیکوں کے اعمال نامے علیین میں ہیں۔) یعنی نیکوں کا ریکارڈ جنتیوں کی فہرست میں ہے۔

(۲) اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ○ (التطفیف آیت ۲۲) ترجمہ۔ بے شک نیکوکار نعمت میں ہوں گے۔

(۳) اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا ○ (الدہر آیت ۵) ترجمہ۔ بے شک نیک ایسی شراب کے پیالے پیئیں گے۔ جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

حاصل یہ نکلا کہ نیکوں کی جزا جنت اور اس کی نعمتیں ہیں۔

۶۔ دُعا

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ (آل عمران آیت ۱۹۳) ترجمہ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بچوں کا صفحہ

فضائلِ رمضان المبارک

(جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کا دیو دیش)

(۲)

پیارے بچو! یہ ایسا برکتوں والا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل حصّہ اللہ کی رحمت ہے۔ درمیانی حصّہ مغفرت ہے۔ اور آخری حصّہ آگ سے آزادی ہے۔ رمضان شریف کے تین حصّے کئے گئے ہیں۔ رحمت، مغفرت اور آگ سے خلاصی کے درمیان فرق یہ ہے۔ کہ آدمی تین طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ جن پر گناہوں کا بوجھ نہیں اُن کے لئے تو شروع ہی سے رحمت اور انعام کی بارش ہو جاتی ہے۔ دوسرے وہ لوگ جو معمولی گنہگار ہیں۔ ان کے لئے کچھ حصّہ روزہ رکھنے کے بعد اُن روزوں کی برکت اور بدلہ میں مغفرت اور گناہوں کی معافی ہوتی ہے۔ تیسرے وہ جو زیادہ گنہگار ہیں۔ اُن کے لئے زیادہ حصّہ روزہ رکھنے کے بعد آگ سے خلاصی ہوتی ہے۔ اور جن لوگوں کے لئے شروع ہی سے رحمت تھی اور اُن کے گناہ بخشے بخشائے تھے۔ ان کا تو پوچھنا ہی کیا کہ اُن کے لئے رحمتوں کے کس قدر انبار اور خزانے ہوں گے

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس مبارک ماہ میں ہلکا کر دے اپنے غلام نوکر یا ملازم کے بوجھ کو تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی مغفرت فرماتے ہیں۔ اور آگ سے آزادی دے دیتے ہیں۔ ہلکا کرنے سے مراد یہ ہے کہ خدمت ذرا کم لے۔ ڈیوٹی میں کمی کر دے۔ اگر آٹھ گھنٹے کام کرتا ہے تو چھ سات گھنٹے کام لے لے اس لئے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہے۔ کام کی زیادتی سے اس کو روزہ میں تکلیف ہوگی اور اگر آقا یا مالک روزہ نہ رکھتا ہو تو پھر اس بے غیرتی اور ظلم کا ذکر ہی کیا کہ خود آقا روزہ خور ہو کر بے حیا مُنہ سے روزہ دار ملازم سے کام لے اور اگر نماز روزہ کی وجہ سے تعمیل میں کچھ کوتاہی ہو۔ تو اس پر ٹوٹ پڑے تو بہت جلد ایسے ظالموں کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کیسی مصیبت کی جگہ (جہنم) میں جائیں گے۔

ہونہار بچو! حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اس مبارک مہینے میں چار چیزوں کی کثرت رکھنا اوّل کلمہ طیبہ پڑھنا۔ دوسرے استغفار کرتے رہنا۔ تیسرے جنّت کو طلب کرنا۔ اور چوتھے دوزخ سے پناہ مانگنا۔ بھلا دیکھیں کون اس نصیحت پر کان دھرتا اور عمل میں بازی لے جانے کی کوشش کرتا ہے کلمہ طیبہ کو تو افضل الذکر فرمایا ہے۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ شانہٗ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا یا ذکر بتلا دیجئے کہ جس کے ساتھ میں تجھے یاد کیا کروں۔ ارشاد ہوا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو تیرے سبھی بندے پڑھتے ہیں۔ میں تو کوئی خاص ذکر چاہتا ہوں ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ اگر میرے سوا ملائکہ اور ساتوں آسمان و زمین ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں۔ اور دوسرے میں کلمہ طیبہ تو وہی جھک جائیگا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو کوئی اخلاص کے ساتھ اس کلمہ کو کہے تو آسمان کے دروازے اس کے لئے فوراً کھل جاتے ہیں۔ اور عرش تک پہنچنے میں کسی قسم کی روک نہیں ہوتی بشرطیکہ کہنے والا کبیرہ گناہوں سے بچے۔

دوسری خاص چیز اس مبارک ماہ میں استغفار کو کثرت سے پڑھنا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص استغفار کی کثرت رکھتا ہے۔ تو اللہ پاک ہر تنگی میں اس کے لئے راستہ نکال دیتے ہیں اور ہر غم سے خلاصی نصیب فرماتے ہیں۔ اور ایسی طرح روزی پہنچاتے ہیں کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

ایک حدیث میں یوں آتا ہے کہ آدمی گنہگار تو ہوتا ہی ہے۔ بہترین گنہگار وہ ہے جو توبہ کرتا رہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو ایک کالا نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ کر لیتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے۔ ورنہ باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے دو چیزوں کے مانگنے کو ارشاد فرمایا۔ جنّت کی طلب اور دوزخ سے چھٹکارا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو ہر وقت اپنے ذکر کی توفیق بخشے

ایک دفعہ حضورؐ نے رمضان شریف کے قریب ارشاد فرمایا کہ لوگو! رمضان کا مہینہ آگیا ہے۔ جو بڑی بڑی برکتوں والا ہے۔ اللہ پاک اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تمہاری خطاؤں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ تمہاری دعاؤں کو قبول کرتے ہیں۔ تمہارے "تنافس" کو دیکھتے ہیں۔ اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں۔ پس اللہ پاک کو اپنی نیکی دکھاؤ۔ بدنصیب ہے۔ وہ شخص جو اس ماہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ (تنافس اس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کے مقابلہ میں بڑھ چڑھ کر کام کیا جائے) مقابلہ تو دراصل نیکیاں کمانے کا ہے۔ کہ کون زیادہ قرآن شریف پڑھتا ہے۔ کون زیادہ روزے رکھتا ہے کون زیادہ نفلیں پڑھتا ہے۔ اور کون زیادہ اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہے؛ اس لئے کہ آنے والی زندگی میں انہیں کی پوچھ ہوگی جس کے پاس نیکیوں کے ڈھیر ہوں گے۔ وہ وہاں امیر ہوگا۔ اور جس نے یہاں بدعملی کی زندگی گزاری ہوگی۔ وہ وہاں غریب اور بے توقیر ہوگا * اللھم اعذنا منھم



راسخ عرفانی

ہوں گرویدہ حسنِ روئے محمدؐ
مرے دل کو ہے جستجوئے محمدؐ

چمن زارِ ملّت کی دلکش بہاریں
سمائی ہے ہر گُل میں بوئے محمدؐ

نوازا عدو کو بھی لُطف و کرم سے
امینِ محبّت ہے خوئے محمدؐ

خدارا بتا اے نسیم مدینہ
کدھر ہے کدھر ہے وہ کوئے محمدؐ

گنہگارِ اُلفت ہوں مَیں اے فرشتو
مجھے لے چلو روبروئے محمدؐ

رضائے محمد رضائے خدا ہے
عُدوئے خدا ہے عُدوئے محمدؐ

زہے خوش نصیبی میسّر ہو راسخ
کبھی مجھ کو دیدارِ روئے محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظورشدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء
(۲) پشاور " " " C. B. T. ۲۷۳/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع کیا۔